پروفیسر رشید احمد انگوی
ڈائریکٹر الخلیل ریسرچ سنٹر

جامعہ حفصہ ۔ خدمات کو نظر انداز نہ کیجیے

افسوس کہ ایک بڑے دینی مدرسہ کے بارے میں انصاف سے ہٹی ہوئی باتیں عام کردی گئی ہیں۔ دوسرے رخ سے بھی بات ہونی چاہیے۔ جامعہ حفصہ کی تعلیمی تاریخ کے کئی ایمان افروز پہلو ہیں۔ سالہا سال سے ہزاروں طالبات کو قرآن وسنت کی روشنی پہنچانے والے ادارے کی خدمات کی ہم نفی نہیں کر سکتے۔ کوئی شک نہیں کہ ہزاروں خاندانوں کا اعتماد حاصل کر کے اسلامی تہذیب وتمدن کا درس دینا ایک ایسی خدمت ہے جس کا اندازہ بش بلیئر کی مہیا کردہ عینک سے کیا ہی نہیں جاسکتا۔ رہی بات فوجی تربیت کی خرابی کی تو حکومت پاکستان کی اہم پالیسی کے تحت تقریباً 20 سال تک لڑکوں اورلڑکیوں کے گورنمنٹ کالجوں میں این سی سی کی ٹریننگ دی جاتی رہی ہے اور اس پر اعلیٰ اداروں میں داخلہ لینے کے لیے بیس نمبر ملتے تھے۔ ظاہر ہے طلبہ / طالبات کو فوجی ٹریننگ دینا کفر نہیں اور خود محکمہ تعلیم اور افواج پاکستان نے ایسا کر کے اچھا نمونہ پیش کیا۔ اس دور میں کالجوں میں سینکڑوں گنوں اور گولیوں کا ذخیرہ ہوتا۔ سکھانے والے لوگ ہوتے۔ نشانہ بازی کے مقابلے ہوتے، روزانہ ٹریننگ ہوتی۔ کالجوں میں ہونے والی اس سب کچھ سرگرمی میں کوئی خرابی نہ تھی۔ حفصہ والے 21 ویں صدی میں رہتے ہیں اور جانتے ہیں کہ دشمنانِ اسلام مدارس کو کس نگاہ غلط انداز سے دیکھنے کے عادی ہیں۔ کیا اسرائیل میں طلبہ طالبات کو فوجی ٹریننگ نہیں ملتی۔ کیا دنیا کے بیسیوں ممالک میں کالجوں میں شہری دفاع وغیرہ کی تعلیم نہیں دی جاتی۔ کیا بش بلیئر کے احکام پر اسلامی مدارس کے بارے میں کیے جانے والے اقدامات سے آنکھیں بند رکھی جاسکتی ہیں۔...... جامعہ حفصہ والوں نے اپنی ذہنی سوچ کے مطابق تعلیم کے ساتھ ساتھ، قریبی معاشرے میں اصلاح کے عمل کا ایک ماڈل پیش کیا جس سے اختلاف کیا جاسکتا ہے۔ معاشرتی بگاڑ میں ڈوبے ہوئے ماحول میں یہ سلسلہ عجیب سا لگا۔ ان کے قابل اعتراض طرز عمل کو باہم مباحثوں / مذاکروں / سیمیناروں / ٹی وی گفتگوؤں سے تبدیل کیا جاسکتا تھا۔ صرف ہمارے محسن عظیم دوست چین کا حوالہ غیر معمولی نوعیت کا ہے مگر مساج والے لوگ کوئی سفارتی عملہ کے لوگ نہ تھے۔ تاہم اس مسئلہ کو مقامی حکومت اور اسلام آباد کے نمایندگان پارلیمنٹ کے ذریعے بہت ہی آسانی سے مکمل طور پر حل اور ختم کیا جاسکتا تھا۔ اور حفصہ والوں کو آیندہ کے لیے محتاط رہنے کی وارننگ دی جاسکتی تھی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ " آج انسانوں کی تجارت یا خرید وفروخت " کا ایک باب سرعام کھلا ہوا ہے، گوانتانامو کی کہانی اکیسویں صدی کا شرمناک ترین اور ذلت آمیز باب ہے۔ " غیرت مند مسلمانوں کے زندہ یا مردہ وجود " ایسے تاجروں کے ہاں اسطرح قیمتی ہیں جسطرح ایٹمی لیبارٹری میں تجربات کیلئے یورینیم کی خرید وفروخت۔

مسلمانوں کو یہ اجازت نہیں دی جاتی کہ اپنا دفاع کریں لیکن غیرت مند مسلمانوں کی خرید و فروخت کی یہ تجارت زوروں پر ہے مغربی سامراج کی جانب سے طلب ہے کہ اپنے معاشروں کے پاکیزہ ترین، اور زندہ و بیدار مغز غیرت مند انسان انکے سپرد کر کے منہ مانگے دام وصول کیے جائیں۔ اس عالمی قزاقی و بدمعاشی نے کتنے ہی مسلمان معاشروں ہیجان پیدا کر رکھا ہے۔ مذکورہ تاجروں کو ہمارے قبائلی آزاد طبع مسلمان نوجوانوں کا گوشت و خون بہت مرغوب ہے کہ یہ روئے زمین کے غیرت مند ترین مسلمان ہیں۔ انکو زنجیریں پہنا کر سامراج نشے میں مست ہو جاتا ہے۔ عبدالسلام ضعیف کی آپ بیتی پڑھ لیجیے۔ سب کچھ واضح ہو جائیگا۔

پاکستان کے عوام وخواص اس سامراجی تجارت سے آگاہ ہیں اور بڑوں بڑوں سے زیادہ زیرک ہیں۔ ایک لمحے میں انکی نگاہیں پینٹاگون کی پالیسیوں کی باریکیوں تک پہنچ جاتی ہیں۔ ٹی وی چینلوں پر چلنے والے جملے سن لیجیے، پڑھ لیجئے، کوئی بھی کڑیاں اپنوں سے نہیں جوڑتا، اتفاق کامل ہے کہ '' یہ سب کچھ امریکہ کو خوش کرنے کیلئے کیا گیا''۔ حال ہی میں بے نظیر بھٹو نے تسلسل کیساتھ مدرسہ حفصہ کے خلاف جو گفتگو کی ہے وہ ہمارے نقطہ نظر کو تقویت پہنچاتی ہے۔ ایک برقعہ پوش خاتون راہنما نے آنسوؤں کی زبان میں ٹی وی چینل کی گفتگو میں کہا کہ ہمارا خون گلدستے میں سجا کر امریکہ کو نذرانہ پیش کیا گیا ہے۔ اور سچ مچ بعض امریکی حکام نے اس کے عین مطابق صدارتی مسئلے پر بیان داغا ہے۔ آخر کیا وجہ ہے کہ اس خون ریزی پر امریکیوں سے خوشیاں سنبھالی نہیں جا رہی ہیں۔ جس روز برطانیہ سے مبارکباد کا پیغام آیا دوپہر کو ایک تھڑے پر بیٹھے لوگوں میں شرط لگی ہوئی تھی کہ آج شام تک عالمی کفار ٹولے کی مبارکباد نہ آئی تو میرا نام بدل دینا اور سچ مچ شام کو برطانیہ اور اگلے دنوں آئے روز امریکہ سے مبارکباد کے ڈھیر اس طرح برس رہے تھے جسطرح چیف جسٹس صاحب کی گاڑی پر پھولوں کی پتیاں برستی ہیں۔ ایک بات ہمارے پڑھے لکھوں بلکہ دانشوروں تک کو بھول چکی ہے کہ مغربی سامراج کی نگاہ میں پورے روئے زمین پر دشمن نمبر ایک '' دینی مدرسے '' اور انکو چلانے والے '' مولوی '' ہیں اور یہ آج کی نہیں ڈیڑھ سو سال پہلے اٹھارہ سو ستاون کا قصہ ہے جو آج تک جاری ہے۔ فرنگی نے برصغیر کو تاراج کیا مگر علمائے حق اور غیور افغان قبائل کو زیر نہ کر سکا، اسوقت سے آجتک ان سے اسکی جنگ جاری ہے اور اس جنگ کی تعلیمی، تدریسی نظریاتی و دفاعی امامت و قیادت، ملاں کے پاس ہے۔ اور بہت اہم بات یہ ہے کہ امت مسلمہ کی '' تعلیمی مین سٹریم '' وہ نہیں جو مغربی نظام تعلیم کے نام سے مسلط کی گئی ہے بلکہ اصل مین سٹریم یہی مولوی کا نظام تعلیم ہے۔ علامہ اقبال نے افغان حوالے سے '' مُلا کو کوہ ودمن سے نکال دو '' والا طنز فرنگیوں کیخلاف کیا تھا جسکا مطلب یہ تھا کہ جب تک '' مُلا '' کی قیادت قائم رہے گی فرنگی ہمیں شکست نہیں دے سکتا اور یہ سبق آج کے سامراج کے ذہن میں بھی نقش ہے۔ جسے ایم ایم اے کا وجود بالکل اچھا نہیں لگتا علامہ اقبال کا مشہور تصور ہے کہ برصغیر میں اسلام کی حفاظت افغان کرے گا اور آج پیشین گوئی پوری ہو رہی ہے۔ سرحد، بلوچستان میں ایم ایم اے کی طاقت مغرب پرستوں کو ایک

آنکھ نہیں بھاتی۔اور جامعہ حفصہ کی طالبات کی ایک بڑی تعداد قبائل غیور مسلمان گھرانوں سے تعلق رکھتی ہے۔یہ بات کیا کم اہم ہے کہ جب مغرب کے زیر تسلط سرکاری مشینری نے ساٹھ سال میں مسلمان بیٹیوں کو حجاب اور دوپٹے سے لاتعلق کر دیا اور آج امریکی برطانوی تعلیمی سسٹمز سے ملحق ادارے مغربی تہذیب پھیلا رہے ہیں۔مگر ایسے میں جامعہ حفصہ نے ہزار ہا بیٹیوں کو اسلامی معاشرت کا شیدائی بنایا۔ یہ بہت بڑا تہذیبی کارنامہ ہے مگر اسے مغرب پرستی کی انتہاؤں میں لینے والے سمجھنے سے عاجز ہیں۔جامعہ والوں کی کسی معاملہ میں تدبیر کی غلطی اپنی جگہ،مگر ان کی خدمات بھی دیکھی جائیں۔...... اہل جامعہ حفصہ میں خرابی کے پہلو سے تو انکار نہیں کیا جا سکتا۔وفاق المدارس جو علمائے حق کا سب سے مضبوط اور وسیع الاثر پلیٹ فارم ہے اس نے اپنے وفاق کا ممبر ہوتے ہوئے بھی جامعہ حفصہ والوں کے طرز عمل سے اختلاف کیا (مقاصد سے نہیں) اسی طرح اسلامی قوتوں کے نمائندہ فورم ایم ایم اے نے اپنا اختلاف قائم رکھا۔مگر اس سب کچھ کے باوجود معصوموں کا خون حلال نہیں ہو سکتا۔انسانی ضمیر اور کامن سینس ان حالات کی سچائی کو تسلیم نہیں کرتے۔آخر کیا وجہ ہے کہ حفصہ کی خبروں کو" قانون دانوں کی تحریک " کے پس منظر کا حصہ سمجھتا ہے کوئی شخص تجزیہ مکمل نہیں کرتا جب تک امریکہ اے پی سی اور سپریم کورٹ کے نام زبان پر نہ لائے۔کہنے والے مشہور مصرعہ دہرا رہے ہیں کہ "اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد" تو اس مصرعہ کے "ہر" کو وہ آج کے حالات سے جوڑتے ہیں۔ صحیح ہے یا غلط ہم نہیں جانتے۔ٹی وی مذاکرات میں ایک صاحب نے "شامِ غریباں" کا عنوان دیا۔ایک مقرر نے برصغیر کی آزادی کے مشہور و شرمناک واقعہ جلیانوالہ اور جنرل ڈائر کو سانحہ اسلام آباد کے ساتھ مربوط کیا۔ہم اچھا کہیں یا برا" جامعہ حفصہ اور لال مسجد" کے عنوان سے تاریخ جدید کا ایک خونی سیاہ باب رقم ہو چکا ہے۔لوگ کہتے ہیں کہ حکومتی رٹ قائم کرنے والوں کا،عوام کی منتخب حکومت کی رٹ تسلیم کرنے کے حوالہ سے اپنا ریکارڈ کیا ہے؟ نواب اکبر بگٹی نے بی بی سی سے بات کرتے ہوئے کہا تھا کہ ہمیں قانون کا سبق پڑھانے والے قانون کو مانتے تو وہاں نہ بیٹھے ہوتے جہاں سے ہمیں احکام دے رہے ہیں۔اسلام آباد کا ذکر مطالعہ پاکستان اور تاریخ اسلام کے کئی صفحات یا کم از کم پیراگراف ضرور بنائے گا۔تاریخی اصولوں کا تقاضا ہے کہ مثبت و منفی دونوں پہلو دیکھے جائیں۔رٹ کا لفظ اکثر سننے میں آتا ہے مگر اس کا ایک جملے میں تجزیہ یہ بھی ہے کہ ملک میں سب سے بڑے قانون یا تمام قانونوں کی ماں "دستور" کی رٹ توڑنے والے،اور منتخب پارلیمنٹوں کو پاؤں تلے روندنے والے؛اپنے دل میں جھانک کر "رٹ" کے حوالے سے اپنے ضمیر کی عدالت سے تو پوچھ لیں۔کاش کبھی ایسا بھی ہوتا کہ ربع صدی کی ٹھوکروں کے بعد 1973ء میں بھٹو صاحب کی قیادت میں جو متفقہ دستور تیار ہوا،اس کی رٹ بھی قائم ہو جاتی،اور اس کی روشنی میں "دستور سوزی" کے مرتکب ہونے والوں کا بھی جامعہ حفصہ کی طرح" تورابورا" ہو سکتا اور مجرموں میں زندہ اور مردہ مجرم سب کو شامل کیا جاتا۔

عظیم امریکہ کی عظیم روایت تورابورا، ابوغریب، وغیرہ ایک سے ایک ملک کا سفر آگے جاری رکھے ہوئے

ہیں۔ مگر ہم شاید اپنے منہ میں وہی کچھ بھرتے رہیں گے جو ہمارا دشمن آقا فرمادے اس پر لنا اللہ کے سوا کیا کہا جاسکتا ہے۔ اسلحہ سٹور کرنے کی باتیں ہمارے علم سے بہت اونچی ہیں یہ متعلقہ ایجنسیوں کے غور وفکر کے مقامات ہیں۔ مولانا عبدالعزیز ماشاء اللہ زندہ ہیں، قانون کے ہاتھوں میں ہیں، اپنے موقف کی وضاحت خود کرسکتے ہیں۔ تاہم مدارس عربیہ کی حقیقت، ان کی سامراج کی نگاہ میں اہمیت مسلمانوں کے نظام تعلیم میں ان کا مقام ومرتبہ، ہر مسلمان کی دلچسپی اور غور وفکر کے مسائل ہیں اور امریکی صدر نے اربوں ڈالر مسلمان ملکوں میں ''مسجد ومدرسہ کی اصلاح (؟)'' کیلئے وقف کرر کھے ہیں۔ انہوں نے کسی طرح اپنا اثر دکھانا ہی دکھانا ہے۔ حکم ہوتا ہے نصابوں سے قرآن کی آیتیں نکال دو۔ جہاد کی تعلیم چھوڑ دو۔ تو کیا ہمارا دین ہمیں کفار سے سبق حاصل کرنے کی راہ دکھاتا ہے۔ ہرگز نہیں۔

آج اسلامی سوچ کے حامل لوگ دکھی ہیں۔ ہر انصاف پسند انسان دکھی ہے۔ ایسے میں بے نظیر اور الطاف بھائی کے بیانات بہت تشویش ناک بھی ہیں اور غور وفکر کے متقاضی بھی۔ ان کا گہرا تجزیہ کرتے وقت نظر گذشتہ عشروں کے تحرک معاشرہ کی جانب جاتی ہے۔ جبکہ مصر، الجزائر، عراق، افغانستان تو ایک مستقل حوالہ گفتگو ہیں اور مسلمان ملکوں میں مسلح قوت سے سامراجی ایجنڈے کی تکمیل کا کام لینا اب کوئی ڈھکی چھپی یا اچنبھے کی بات نہیں رہی۔ آخر میں ایک تجویز یہ ہے کہ "دہشت گرد" اور "انتہا پسند" دونوں اصطلاحیں ہمارے دشمن کی ایجاد کردہ ہیں اور سچے مسلمانوں کے لیے انہیں استعمال کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ملک میں ان دونوں اصطلاحات کے استعمال پر پابندی عائد کی جائے تاکہ معاشرہ ان کے شر سے بچ سکے۔　　ع　　یہ خونِ خاک نشیناں تھا رزق خاک ہوا

بقیہ صفحہ ۵۲ سے　　(انسانی حقوق اسلامی تناظر میں)

دوسروں کی مدد کرنا دوسروں کیلئے نفع بخش بننا ہے اور نفع بخشی اپنے اندر بے پناہ کشش رکھتی ہے' لوگوں کے درمیان نافع بننے والا لوگوں کے بیچ سردار کا درجہ پالیتا ہے: ''سید القوم خادمہم'' اور اس سے بڑھ کر مزے کی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی نصرت ویاری کیلئے تیار ہوجاتا ہے اور اس پر اپنے فضل وکرم کی بارش برسانے لگتا ہے اور اسکے دنیا وآخرت دونوں کے مسائل کو حل کردیتا ہے۔ رحمت دوعالم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: "عن أبي هريرةؓ عن النبي ﷺ قال: من يسر على معسر في الدنيا يسر الله عليه في الدنيا والأخرة" (۸) 'حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم نے ارشاد فرمایا: جو شخص دنیا میں کسی تنگ حال کو آسانی دے گا' تو اللہ تعالیٰ اس کو دنیا اور آخرت میں آسانی فراہم کرے گا۔'' کمزوروں کی نصرت ومدد میں اپنے آپ کو مصروف رکھنا قابل قدر صفت ہے۔ اس سے انسان قربت خداوندی کا مستحق ہوجاتا ہے جیسا کہ محسن انسانیت ﷺ کا ارشاد ہے: "الساعي على الأرملة كالمجاهد في سبيل الله وكالذي يقوم الليل والنهار" (۹) 'بیوہ اور مسکین کیلئے دوڑ دھوپ کرنے والا مجاہد فی سبیل اللہ کی مانند اور اس شخص کی طرح ہے جو دن بھر روزے رکھتا ہو اور رات بھر نمازیں پڑھتا ہو۔

(جاری ہے)